اللہ اکبر

شاہ بلیغ الدین مرحوم*

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن حُذافہ جس دستے کے سالار تھے، اس کے ایک مجاہد کو پکڑ کر زیتون کے کھولتے ہوئے تیل میں ڈال دیا گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے گوشت ہڈیوں سے الگ ہوگیا۔ عجیب دلدوز منظر تھا۔ دیکھنے والے کے لیے صبر کرنا مشکل تھا، لیکن حضرت عبداللہ اور ان کے اُسی بیاسی ساتھی یہ منظر دیکھنے پر مجبور کیے گئے اور ان سے کہا گیا کہ...... تمہارا بھی یہی حشر ہونا ہے!

ابنِ عساکر اور بیہقی نے لکھا ہے کہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں مسلمان شام کے علاقے فتح کرتے جارہے تھے کہ ان کا ایک فوجی دستہ دشمن کے ہاتھوں میں پھنس گیا۔ رومی اس زمانے میں سب سے بڑی قوت تھے لیکن میدانِ جنگ میں لا الٰہ کے مستانوں پر حاوی نہ ہوسکتے تھے۔ اب جو چند اللہ والے پکڑے گئے تو انھوں نے سوچا کہ ...... اگلے پچھلے تمام بدلے ان سے چکالیں۔

حضرت عبداللہ بن حُذافہ رضی اللہ عنہ اپنی ٹکڑی کے سردار تھے۔ سب سے پہلے ان سے کہا گیا کہ...... تمہارے چھوٹنے کی ایک ہی صورت ہے وہ یہ کہ تم عیسائی بن جاؤ! جواب ملا...... یہ تو ممکن نہیں! کہا گیا...... اگر یہ ممکن نہیں تو مرنے کے لیے تیار ہوجاؤ! حضرت عبداللہ نے کہا...... تمہارا فیصلہ منظور ہے! جان دے سکتا ہوں لیکن ایمان نہیں بیچ سکتا! رومی جنرل نے ان کے ایک ساتھی کو بلایا...... پوچھا...... تم عیسائی بننے کے لیے تیار ہو؟ جواب ملا...... نہیں! جنرل نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ...... اسے اٹھاؤ اور گائے کے پیٹ میں ڈال دو! سامنے پیتل کی بنی ہوئی ایک بڑی گائے کھڑی تھی۔ اس کے پیٹ کے نیچے نہ جانے کتنی لکڑیاں جل رہی تھیں کہ ساری گائے سرخ انگارہ بنی ہوئی تھی۔ اس کی پیٹھ کھلی ہوئی تھی اور پیٹ کھولتے ہی زیتون کے تیل سے جہنم زار بن گیا تھا۔ اُسد الغابہ میں ہے ابنِ حُذافہ کے ساتھی تیل میں بھن کر فوراً شہید ہوگئے۔ ایک مرتبہ پھر رومی جنرل نے ان سے کہا...... اس انجام کو دیکھ لو اور سنبھل جاؤ! اگر اب بھی تم نے حکم کی تعمیل نہ کی اور اپنا مذہب نہ بدلا تو لمحوں میں تمہیں بھی گائے پر قربان کردیا جائے گا۔ جواب ملا...... کوئی پروا نہیں۔ تم اپنے دل کی آگ

* انتقال: 11؍اکتوبر 2009ء ٹورانٹو، کینیڈا

ٹھنڈی کرلومگر یہ بات بالکل بھول جاؤ کہ ہم میں سے کوئی بھی اسلام چھوڑ سکتا ہے۔ان کی بات ختم ہوئی تھی کہ رومی جنرل کڑکا......اٹھاؤ اور اسے بھی گائے کے پیٹ میں بھسم کردو! حضرت عبداللہ بن حُذافہ کو اٹھایا گیا تھا کہ بے اختیار ان کے رخساروں پر آنسو بہنے لگے۔جنرل نے اپنے سپاہیوں کو روک دیا اور عبداللہ بن حُذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا...... آخر ہمت جواب دے گئی اور جان کی محبت نے رُلا دیا؟

حضرت عبداللہ بن حُذافہ سہمی رضی اللہ عنہ ابتدائی مسلمانوں میں سے تھے۔حبشہ کی طرف مسلمانوں کے دوسرے قافلہ نے ہجرت کی تو حضرت عبداللہ بھی مکہ چھوڑ کر جانے والوں میں شامل تھے۔جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینۃ النبی ہجرت کی تو وہ بھی وہاں پہنچ گئے۔6 ہجری میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے مختلف بادشاہوں کے نام اسلام لانے کے لیے خطوط بھیجے تو صحیح بخاری میں ہے کہ ایک خط پہنچانے کی سعادت انھیں بھی حاصل ہوئی۔رومی جنرل نے جب انھیں طعنہ دیا تو انھوں نے کہا......ظالم! تو کیا جانے کہ میں کیوں رو رہا ہوں؟ مجھے تو یہ خیال ستا رہا ہے کہ بس ایک ہی بار اللہ کی راہ میں شہادت پانے کا موقع ملے گا۔کاش! میرے ہر بال میں ایک جان ہوتی۔تم بار بار مجھے کھولتے ہوئے تیل میں ڈالتے اور میں بار بار راہِ خدا میں شہید ہونے کی سعادت حاصل کرتا!...... یہ الفاظ عبداللہ بن حُذافہ کی زبان سے نکلے ہی تھے کہ فضا اللہ اکبر کے نعرے سے گونج اٹھی۔یہ نعرہ ان کی زبانوں سے نکلا تھا جو جانتے تھے کہ موت بھی اللہ ہی کے لیے ہے اور زندگی بھی اللہ ہی کے لیے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے......قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔میں اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔حضرت عبداللہ بن حُذافہ شہادت کے بلند مقام کو پہچانتے تھے،اسی لیے انھوں نے رومی جنرل سے کہا......تم نے مجھے غلط سمجھا! میرے لیے تو یہ مقامِ شکر ہے۔رومی جنرل اور اس کی سپاہ ابنِ حُذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کا جواب سن کر دنگ رہ گئی۔قوتِ ایمانی کیا ہوتی ہے، اس کا انھیں اندازہ ہی نہ تھا۔

(ماخوذ ''تجلی'')

☆☆☆